اقلیم نعت کا بادشاہ
صابر حسین شاہ بخاری قادری
بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ لاہور پاکستان

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

اقلیمِ نعت کا بادشاہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مقالہ نگار:

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

ناشر:

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فلیمنگ روڈ، لاہور، پاکستان

سلسلہ اشاعت نمبر ۵۷

نام کتاب ——— اقلیم نعت کا بادشاہ
مصنف ——— سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری
طبع اول ——— ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء

تعداد ——— گیارہ سو
ناشر ——— بزمِ عاشقانِ مصطفٰے
صفحات ۳۲

ہدیہ دُعائے خیر بحق معاونین

بیرون جات کے حضرات ۶ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے حاصل کریں۔

ناشر: بزمِ عاشقانِ مصطفٰے

مکان نمبر ۲۵، زبیر سٹریٹ نمبر ۳۲، فلیمنگ روڈ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

ادارہ مظہر اسلام لاہور کے روحِ رواں

جناب ملک محمد سعید مسعودی مجاہد آبادی

کے

نام

بندہ جب بھی لاہور کے مطالعاتی دورے پر

گیا تو "سعید" میرا دستِ راست ثابت

ہوا

احقر : صابر حسین شاہ

کلماتِ شفقت

از : ادیبِ شہیرِ اہلِ سُنّت پروفیسر محمد سرور شفقت صاحب مدظلہ'
کیڈٹ کالج حسن ابدال

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخاری شریف میں ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھا جاتا۔ وہ اِس پر کھڑے ہوکر ممدوحِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مدافعت یا مفاخرت کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے :

"بے شک اللہ تعالیٰ حسّان کی مدد جبرائیل سے فرماتا رہتا ہے، جب تک وہ رسول اللہ کی طرف سے مدافعت یا مفاخرت کرتا رہتا ہے۔"

اس حدیثِ پاک سے نعت گوئی اور نعت خوانی کے بلند مقام کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ؎

نعتِ نبی ہے شیوۂ خلّاقِ کائنات
نعتِ نبی ہے سنّتِ حسّان و بوتراب

نعت دراصل کوئے حبیب کی پلکوں سے جاروب کشی کا نام ہے۔ نعت درِ حبیب پر پلکوں سے دستک دینے کا نام ہے۔ آنکھیں باوضو ہوں اور حرف تقدس کی ملکوتی ردا اوڑھے ہوئے ہوں تو نعت ہوتی ہے۔ ثنائے رسول کا یہ انداز عطائے رسول کے

بغیر حاصل نہیں ہوتا ہے

بے وضو عشق کے مذہب میں عبادت ہے حرام
خوب رو لیتا ہوں آقا کی ثنا سے پہلے

قصرِ نعت کی خشتِ اوّل عشق کی بنیاد پر رکھی گئی ہے۔ حدائقِ بخشش کے "گلشنِ نعت" میں حُبّ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہزارہا پھول جلوہ گر ہیں یہ سدابہار پھول اپنی زبان، اپنے حال اور اپنے رنگ کے مطابق کہیں عشق کے کیفِ جاوداں میں سرمست و سرشار نظر آتے ہیں۔ تو کہیں سیرتِ مطہرہ کی لازوال تفسیر بن جاتے ہیں اور کہیں تصوّرِ جمال کے حسین رنگ کا عکس لیے جلوہ گر ہوتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاعری بطور عبادت کی ہے۔ ادبی لحاظ سے آپ کا نعتیہ کلام حسن بیان کا اچھوتا اور نادر نمونہ ہے۔ قرآن وحدیث کے شہ پاروں اور عربی تراکیب کی شمولیت سے آپ کا پورا دیوان کہکشاں کی طرح جھلملاتا نظر آتا ہے۔

محبوب کبریا کے اوصافِ جمیلہ، شمائلِ حمیدہ اور عظمت و جلالت کو اس انداز میں بیان کیا ہے کہ ہر شعر، ہر مصرع، ہر لفظ حتیٰ کہ ہر حرف روح کے غارِ حرا میں اُترتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ آپ کے کلام کا حرف حرف عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ڈوبا ہوا ہے۔ آپ کی شاعری کا محور، مرکز اور منبع عشق ہے۔ آپ کے فلسفہ حیات، طرزِ حیات کی اساس عشق ہے غرضیکہ آپ کے قلب و روح عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لبریز و سرشار ہیں۔

حدائقِ بخشش کے رنگارنگ گل بوٹوں کی شگفتگی اور تازگی میں جمالِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نکھار اور عشقِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بہار کیف آفریں ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"بحمد للہ! اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو ایک پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ تحریر ہوگا"

الیقان کی روح، ایمان کی جان سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں پنہاں ہے۔ محبت کی اہم علامت ذکرِ محبوب کی کثرت اور مداومت ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام میں شہر یارِ مدینہ، اصحابِ مدینہ، ساکنانِ مدینہ، گلزارِ مدینہ، کوہسارِ مدینہ، ہوائے مدینہ، خاکِ مدینہ، غبارِ مدینہ، خارِ مدینہ، حتیٰ کہ "سگانِ مدینہ" کا ذکر جس کیف و مستی، سوز و ساز، جذب و شوق اور والہانہ انداز میں آیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے شاعری کا ملکہ آپ میں وہبی اور فطری ہے۔

گزر کے آئی ہے بادِ صبا مدینے سے
سنور رہا ہے تصور بڑے قرینے سے

آپ کی یہ خوبی قابلِ صد ستائش ہے کہ آپ نے نعت و منقبت کے علاوہ دوسرے فرد یا بادشاہ کی مدح نہیں لکھی یوں کہیے آپ فنا فی الرسول کے مقام پر فائز ہیں۔

آپ کے کلام میں عربی کی فصاحت، فارسی کی حلاوت، ہندی کی سلاست اور اردو کی جامعیت کا حسین امتزاج ہے، محاوروں کے بلیغ استعمال، ندرتِ خیال، جدتِ تمثیل اور لطافتِ تشبیہات نے آپ کے کلامِ دلنواز میں ایک تازگی اور چاشنی بھر دی ہے کہ ہر بار پڑھنے یا سننے سے ایک نیا لطف محسوس ہوتا ہے، آپ کے نعتیہ قصائد نے بے پناہ شہرت پائی۔ قصیدہ نوریہ، قصیدہ درودیہ، قصیدہ معراجیہ اور قصیدہ سلامیہ اردو کی نعتیہ شاعری کا گراں قدر اور انمول اثاثہ ہیں۔

"سلام رضا" کو آفاقی مقبولیت حاصل ہے، یہ سلام سلاست، روانی تسلسل والہانہ جذبات اور شاعرانہ کمال کے اوجِ کمال کا حسین مرقع ہے۔ محافل میلاد پاک اور مجالسِ سیرت مقدسہ میں یہ سلام نہایت ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے، یہ سلام

قلب ونظر میں ایمان کی حرارت اور دماغ میں عشق کی شمع فروزاں کر دیتا ہے آپ کے سرمدی نغماتِ نعت، آپ کے نعتیہ قصائد اور سلام رضا سے منبر و محراب گونج رہے ہیں۔ نور رسیدہ جہانوں کے اُفق محبت پر آپ کے نعتیہ اشعار ستاروں کی مانند جگمگا رہے ہیں اور عشق و مستی کے نئے جہانوں کی نوید سُنا رہے ہیں۔

بُلبل بوستانِ حجاز، حسّان الہند، طوطیٔ گلستانِ نعت کے کلام میں عشق کا بحرِ بیکراں متلاطم ہے اور بقول محترم سیّد صابر حسین بخاری۔

"نعت کے تقاضوں کو وہی پورا کر سکتا ہے جس کے دِل میں عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، آنکھوں میں جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذہن میں خیالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، لب پہ ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یعنی جو کشتۂ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہو"۔

زیرِ نظر مقالہ "اقلیم نعت کا بادشاہ" ماہنامہ فیضانِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ماہنامہ سیدھا راستہ، ماہنامہ عرفات، ماہنامہ ماہِ طیبہ اور سہ ماہی خدام الاولیاء میں شائع ہو چکا ہے۔ امامِ نعت گویاں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے جناب سیّد صابر حسین بخاری "حدائق بخشش۔ خزینۂ اسرارِ نعت" "امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت بریلوی اور طارق سلطانپوری" کے عنوانات سے مقالات ترتیب دے چکے ہیں۔ مزید "سلام رضا پر طارق رضا کی تضمینِ ثانی"، "سلام رضا کی تضمین نگاری"، "فروغِ نعت میں بریلی شریف کا کردار" زیرِ تدوین ہیں۔

پنجاب میں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر کام کرنے والے اداروں میں بزمِ عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم لاہور کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ اس کے روحِ رواں جناب محمد آصف حسین صاحب ہیں۔ جو ایک فعال نوجوان ہیں اور جہاد بالقلم کے جذبہ سے سرشار ہیں۔

بزمِ عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے قیام سے تادمِ تحریر نہایت علمی اور تحقیقی موضوعات پر ہزاروں کی تعداد میں گراں قدر کتب خوبصورت انداز میں شائع کر کے مُفت تقسیم کر چکی ہے۔

اب زیرِ نظر مقالہ "اقلیم نعت کا بادشاہ" کتابی صورت میں شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے۔ اس کے اراکین و معاونین دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔

ع اللہ کرے زورِ "اشاعت" اور زیادہ

(پروفیسر) محمد سرور شفقت

کیڈٹ کالج حسن ابدال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منقبت

در شان رہبرِ ملّت امام اہلسنّت اعلیحضرت فنافی الرسول عظیم المرتبت حضرت احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

ا : اے امامِ اہلِ سنّت ، حضرتِ احمد رضا
م : موجزن دل میں ترے دائم رہا ہے مصطفےٰ
ا : احترامِ خواجۂ بطحیٰ رہا تیرا اصول
م : مرحبا صد مرحبا اے محورِ عشقِ رسول
ا : "اسمِ احمد" نام میں شامل ترے احمد رضا
ح : حق نما ! تو عاشقِ صادق نبی کا بن گیا
م : مقبل و مشکور تیری ہو گئی حمد و ثنا
د : دعوتِ تحصیلِ علمِ دین تو دیتا رہا
ر : رحمتِ حق سے سدا تو جھولیاں بھرتا رہا
ض : ضو فشاں ، عشقِ نبی سے تو جہاں کرتا رہا

ا : احمدِ مرسل نے تیرا بول بالا کر دیا
خ : خادمِ خیر البشر! تو نے اجالا کر دیا
ا : اے اتالیقِ بریلی! اے خدا کے ارمغاں
ن : نعمتِ حق سے مزیّن ہو گیا تو بے گماں
ب : باج تیرے علم کی ملتی ہے ہم کو صبح شام
ر : راحتِ دل بن گیا احمد رضا میرا امام
ے : یاد کرتا ہوں تجھے پڑھتا ہوں جب تیرا کلام
ل : لحنِ داؤدی سے، پڑھتا ہوں ترا میں بھی سلام
و : واسطہ دیتا ہوں میں "احمد رضا" کا اے خدا
ی : باغ میرے دیپ میں علم و ہنر کا ہو عطا

نتیجۂ فکر

فقیر امان اللہ خان اجمل جنڈیالہ روڈ شیخوپورہ

بروز جمعۃ المبارک ۷ رجنوری ۱۹۹۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے رضا جانِ عنادِل ترے نغموں کے نثار
بُلبُلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

بے شک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرحمۃ جامع صفات شخصیت کا نام ہے کیونکہ آپ بیک وقت عظیم ریاضی دان، بے مثال سائنسدان، سحر بیاں خطیب، بلند پایہ ادیب، عظیم محدّث، عبقری فقیہ، متبحر عالم، عظیم مفسّر اور مفکر تھے لیکن ان تمام صفات سے بھی بڑھ کر جس صفت سے آپ دنیا میں مقبول ہوئے وہ خاص صفت "عاشقِ رسول" ہے، امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرحمۃ کے قلب پر جب بھی وارداتِ عشق نے انمٹ نقوش چھوڑے تو آپ کی زبان پر فوراً نعتیہ اشعار جاری ہو گئے، یہی اشعار جب شعراء کرام نے سُنے تو "امام نعت گویاں" کا لقب دے دیا، حالانکہ آپ نے کبھی بھی نعت کی مشق نہیں کی، عام شعراء کی طرح اشعار میں کانٹ چھانٹ کی نوبت کبھی نہ آئی بلکہ آپ کی تمام تر شاعری آمد پر مشتمل ہے، آپ کے سوانح نگار مولانا بدر الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

"آپ عام اربابِ سخن کی طرح صبح سے شام تک اشعار کی تیاری میں مصروف نہیں رہتے تھے بلکہ جب پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یاد تڑپاتی اور دردِ عشق آپ کو بے تاب کرتا تو از خود زبان پر نعتیہ اشعار جاری ہو جاتے اور پھر یہی اشعار آپ کی سوزشِ عشق کی تسکین کا سامان بن جاتے چنانچہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تڑپاتی ہے تو میں نعتیہ اشعار سے بے قرار دل کو تسکین دیتا ہوں ورنہ شعر و سخن میرا مذاق طبع نہیں۔"[۲]

نعت گوئی ایک مشکل فن ہے، اس میں از حد احتیاط درکار ہے، اس میں عشق و شریعت لازم و ملزوم ہیں۔ نعت گوئی کے میدان میں بڑے بڑے شہسوار ادھر اُدھر ہو جاتے ہیں، نعت کے تقاضوں کو وہی پورا کر سکتا ہے جس کے دل میں عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آنکھوں میں جمالِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذہن میں خیالِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور لب پہ ذکرِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی جو گشتۂ عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہو مخالفین بھی یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ سچے عاشق ہیں[۳] اس لیے آپ نعت گوئی کی دشواریوں سے واقف ہیں۔ چنانچہ آپ فنِ نعت گوئی کی حد بندی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حقیقتاً نعت شریف لکھنا بہت مشکل ہے، جس کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے اس میں تلوار کی دھار پر چلنا پڑتا ہے، اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے، البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں صاف راستہ ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اصلاً حد نہیں اور نعت

شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے"۔[4]

اعلیٰ حضرت محدّث بریلوی علیہ الرحمۃ فنِ نعت گوئی کے میدان کے نشیب و فراز سے بخوبی آگاہ تھے، اس لیے آپ نے قرآن شریف کو اپنے نعتیہ کلام کا اوّلین مآخذ بنایا، اس سلسلے میں خود فرماتے ہیں:

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ — بیجا سے ہے المنّۃ للّٰہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی — یعنی رہے آدابِ شریعت ملحوظ[5]

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے فنِ نعت گوئی میں کسی استاد کی شاگردی اختیار نہیں کی بلکہ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص شاعر حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کی پیروی کافی سمجھی، ان کو خضرِ راہ بناتے ہوئے فرماتے ہیں:

رہبر کی رہِ نعت میں گر حاجت ہو
نقشِ قدمِ حضرت حسّان بس ہے[6]

امامِ نعت گویاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے نہ صرف خود نعت گوئی کے تقاضوں کو پورا کیا بلکہ دوسرے شعراء کی بھی رہنمائی فرمائی چنانچہ اُردو کے بلند پایہ شاعر جناب حضرت اطہر ہاپوڑی نے ایک نعت شریف لکھ کر آپ کی خدمت میں بھیجی جس کا مطلع یہ تھا

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے
مجنوں کھڑے ہیں خیمۂ لیلیٰ کے سامنے

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے سُن کر ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ دوسرا مصرعہ مقامِ نبوّت کے لائق نہیں، آپ نے قلم برداشتہ اصلاح فرمائی۔

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے
قدسی کھڑے ہیں عرشِ معلّٰی کے سامنے[7]

اسی طرح ایک صاحب نے بارگاہِ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) میں حاضر ہو کر اپنے نعتیہ اشعار سنانے کی درخواست کی، آپ نے فرمایا، میں اپنے چھوٹے بھائی حسن میاں یا حضرت کافی مراد آبادی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کا کلام سُنتا ہوں (اس لیے کہ ان کا کلام میزانِ شریعت میں تُلا ہوا ہوتا ہے) اگرچہ حضرت کافی (علیہ الرحمۃ) کے یہاں لفظ "رعنا کا استعمال بھی موجود ہے" اگر وہ اپنی غلطی پر آگاہ ہو جاتے تو یقیناً اس لفظ کو بدل دیتے، پھر خیالِ خاطر احباب کے پیش نظر ان صاحب کو کلام سُنانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ ان کا ایک مصرعہ یہ تھا:

ع شانِ یوسف جو گھٹی ہے تو اسی دَر سے گھٹی

آپ نے فوراً شاعر موصوف کو روک دیا اور فرمایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی نبی کی شان گھٹانے کے لیے نہیں بلکہ انبیاء کرام کی عظمت و بزرگی میں چار چاند لگانے کے لیے تشریف لائے تھے، مصرعہ یوں بدل دیا جائے:

ع شانِ یوسف جو بڑھی ہے تو اسی دَر سے بڑھی ؎

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے شعر و سخن کا سارا زور نعت کے میدان میں صرف کیا ہے، آپ دُنیا کے کسی تاجدار کو تاجدار کہنا غلامی رسول کے لیے توہین سمجھتے ہیں، ایک مرتبہ نواب ریاست نانپارہ (ضلع بہرائچ شریف یوپی) کی مدح میں شاعروں نے قصائد لکھے، کچھ لوگوں نے آپ کی خدمت میں گذارش کی کہ حضرت، آپ بھی نواب کی مدح میں کوئی قصیدہ لکھ دیں، اس کے جواب میں آپ نے ایک نعت شریف لکھی جس کا مطلع یہ ہے:

؎ وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اور مقطع میں "نانپارہ" کی بندش کتنے لطیف اشارے میں ادا کرتے ہوئے

دنیاداروں کی تعریف کرنے سے صاف انکار فرمادیا ؎

کروں مدح اہلِ دول رضاؔ پڑے اس بلا میں مری بلا
مَیں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین "پارۂ ناں" نہیں ؎[9]

مختلف زبانوں میں مختلف نعتیں تو اکثر شعراء کرام نے لکھی ہیں مگر ایک ہی نعت میں چار زبانوں کو جمع کرنا اور فی البدیہہ عربی ، فارسی ، اُردو ، ہندی زبانوں میں گلدستۂ نعت شریف پیش کرنا امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ ہی کا خداداد کمال ہے، اس ضمن میں سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں : مولانا سیّد محبّ ارشاد علی اور سیّد محمد ناطق اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور اب تک ایسی نعت پاک نظر سے نہیں گذری جس میں چار زبانیں ہوں، حضور کی خدمت میں عرض ہے کہ ایسی نعت پاک تحریر فرمائیں جس میں اُردو ، ہندی، عربی، فارسی ، یہ چاروں زبانیں شامل ہوں ، اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا ، فقیر کا نہ تو یہ رنگ ہے نہ یہ طریقہ ہے لیکن آپ آلِ رسول ہیں ، آپ کی عرض نہیں بلکہ آپ کا حکم ہے ، یہ فرماکر اسی وقت اسی مجلس میں فی البدیہہ نعت پاک قلمبند فرمائی جو چاروں زبانوں پر مشتمل ہے یعنی عربی ، فارسی ، اُردو ، ہندی . اس عظیم نعت شریف کا مطلع یہ ہے :

؎ لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا

نعت شریف کے مقطع میں کس خوبصورتی سے ارشاد و ناطق کا نام لایا ، جن کی التماس پر یہ (چار زبانوں میں) نعت شریف لکھی گئی .

؎ بس خامۂ خام نوائے رضاؔ نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشادِ احبّا ناطق تھا ، ناچار اس راہ پڑا جانا ؎[10]

پوری نعت شریف میں چار زبانوں کا حسین امتزاج ہے ، ہر زبان کا ٹکڑا انتہائی

سلیس اور پُر کیف ہے گویا عربی، فارسی، ہندی اور اُردو کی مٹھاس گھُلی ہوئی ہے، اس کے علاوہ بھی آپ نے عربی اور فارسی میں بے مثال نعتیں لکھ کر قادر الکلام شاعر ہونے کا بیّن ثبوت دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے نعتیہ کلام میں ایک ایسی دلکش نعت شریف بھی ملتی ہے جو بارہ اشعار پر مشتمل ہے پوری نعت شریف میں پڑھنے والے کے لب آپس میں نہیں ملتے، چھوٹی بحر ہے مشکل فن میں کہی ہے، علمی نکات سے بھرپور ہے، لازوال و بے مثال یادگار ہے، اس کا مطلع ہے ؎

سیّد کونین، سلطانِ جہاں
ظلِّ یزداں، شاہِ دیں، عرش آستاں

مقطع میں کتنی لطافت سے وضاحت فرما دی کہ ہونٹ اس غزل سے دُور ہیں ؎

جس طرح ہونٹ اس غزل سے دُور ہیں
دِل سے یوں ہی دُور ہو ہر ظن و ظاں ؎

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعت گوئی محض رسمی نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی تفسیر و ترجمان ہے اکثر مقامات پر آپ نے قرآن و حدیث کے الفاظ بعینہٖ اپنے نعتیہ اشعار میں داخل فرمائے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ
اُن پر دُرود جن سے نویدِ اِن بشر کی ہے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اُونچا تیرا

اَنْتَ فِیْهِمْ نے عدو کو بھی لیا دامن میں
عیشِ جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

○

غنچے مَا اَوْحیٰ کے جو چٹکے دَنیٰ کے باغ میں
بُلبلِ سدرہ تک ان کی بو سے بھی محرم نہیں

○

آتے رہے انبیاء کَمَا قِیْلَ لَهُمْ
وَالْخَاتَمُ حَقُّکُمْ کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ [۱۲]

○

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر
ساری ــــ کثرت پاتے یہ ہیں ــــ
ربّ ہے معطی یہ ہیں ــــ قاسم
رزق ــــ اس ــــ کا ہے کھلاتے یہ ہیں ــــ
سَلِّمْ سَلِّمْ کی ڈھارس ــــ سے
پُل ــــ پر ہم کو چلاتے یہ ہیں ــــ [۱۳]

امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی ایسی نعتیں تو بے شمار ہیں جن میں آپ نے قرآنی آیات اور احادیث کے مفہوم کی طرف اشارہ کیا ہے، ایسی نعتوں کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :

؎ ترے خلق کو حق نے عظیم کہا ترے خلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حسن ادا کی قسم

لے گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص
کہٰیٰعٰصٓ ان کا ہے چہرہ نور کا

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

وصف رخ ان کا کیا کرتے ہیں شرح والشمس وضحیٰ کرتے ہیں
ان کی ہم مدح وثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے [۱۴]

کلام رضا (حدائق بخشش) کے ہر شعر میں قرآن و حدیث کی تفسیر و ترجمانی موجود ہے، نظر انتخاب پریشان ہے کہ کس شعر کو لیا جائے اور کس کو چھوڑا جائے۔
امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی نعت گوئی فصاحت و بلاغت اور شیفتگی و سلاست کا بھی بے مثال شاہکار ہے۔ آپ نے نعتوں میں بے شمار محاورات استعمال کر کے

اردو شاعری کو بامِ عروج تک پہنچایا ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے چند مثالیں حاضر ہیں :-

ارمان نکالنا ــ ملتزم سے تو گلے لگ کے "نکالے ارماں"
ادب و شوق کا یاں باہم اُلجھنا دیکھو

آئینہ دکھانا ــ دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا
حسن رائی کیا یہ "آئینہ دکھایا" نور کا

بول بالا ہونا ــ تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی "بول بالا" نور کا

خاک اڑانا ــ ہم "خاک اڑائیں" گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

خاک ہو جانا ــ "خاک ہو جائیں" در خاک پہ حسرت مٹ جائے
یا الٰہی نہ پھرا بے سر و ساماں ہم کو [15]

اہل فن جانتے ہیں کہ چھوٹی بحروں میں نعت لکھنا کتنا مشکل فن ہے مگر امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اس فن میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، چھوٹی بحروں میں بھی آپ کی بے شمار نعتیں یادگار و لازوال ہیں۔

چند اشعار پیش خدمت ہیں :ـــ

غم ہو گئے بے شمار آقا ‌ ‌ ‌ بندہ تیرے نثار آقا
بگڑا جاتا ہے کھیل میرا ‌ ‌ ‌ آقا آقا سنوار آقا

زہے عزت اعتلائے محمدؐ | کہ ہے عرشِ حق زیر پائے محمدؐ
عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر | خدائے محمدؐ برائے محمدؐ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی | سب سے بالا و والا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی | دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

ایمان ہے قالِ مصطفائی | قرآن ہے حالِ مصطفائی
اللہ کی سلطنت کا دولھا | نقشِ تمثالِ مصطفائی

اللہ اللہ کے نبی سے | فریاد ہے نفس کی بدی سے
شب بھر سونے ہی سے غرض تھی | تاروں نے ہزار دانت پیسے

میرے آقا کا وہ دَر ہے جس پر | ماتھے گھس جاتے ہیں سرداروں کے
جان و دل تیرے قدموں پر وارے | کیا نصیبے ہیں تیرے یاروں کے [16]

ان چھوٹی چھوٹی بحروں میں زبان کی شوخی اور بانکپن تو عیاں ہی ہے مگر مضمون آفرینی کو کتنے پُرکیف انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اب اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی مختلف نعتوں سے چند اشعار بلا تبصرہ پڑھیے۔ بار بار پڑھیے۔ ہر بار نیا روحانی کیف و سرور اور لُطف اٹھائیے:۔

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں | خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے | نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب
چرچے ہوتے ہیں یہ کملائے ہوئے پھولوں میں
کیوں یہ دن دیکھتے اگر پاتے بیابانِ عرب

سر تا بقدم ہے تنِ سلطان زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول
دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں، ہے میرے آقا کا دہن پھول

ان کی مہک نے دِل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو
غور سے سُن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
مری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

گلزارِ اقدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں
درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
پیشِ نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

جان و دل، ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

لحد میں عشق رُخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کے چلے

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ
محمدؐ برائے جناب الٰہی   جناب الٰہی برائے محمدؐ

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی
اے رضاؔ خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی ﷺ

ہر شعر اپنی اثر انگیزی اور کیف آفرینی میں اپنی مثال آپ ہے۔ بلحاظ فن، بلحاظ شعر و سخن اور بلحاظ معارف و سیرت ہر شعر منفرد مقام کا حامل ہے۔ لیکن سب سے اہم بات یہ ہے ہر شعر حُبِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیاری پیاری خوشبو سے مہک رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دُنیائے نعت میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی تمام نعتیں عدیم المثال ہیں مگر قصیدۂ سلامیہ تو نعتوں کی روح ثابت ہوا۔ اکثر نعت خوانی کی روحانی، وجدانی محافل کا اختتام سلامِ رضاؔ کی گونج میں ہوتا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ نعت خوانی اور سلام رضا لازم و ملزوم ہیں۔ نماز جمعۃ المبارک کے بعد اکثر مساجد میں حاضرین کھڑے ہوکر جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں حالانکہ پڑھنے والے اکثر یہ نہیں جانتے کہ یہ سلام کس کا لکھا ہوا ہے۔ یہ سلام ۱۷۱ اشعار پر مشتمل ہے، لیجئے آپ بھی دو اشعار پڑھ کر ایمان کو تازہ کرلیں۔

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہرِ چرخِ نبوّت پہ روشن دُرود — گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

میں یہ بات بلاخوف و تردید کر رہا ہوں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعت گوئی کو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں مقبولیت حاصل ہے۔ اپنے کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا گدا، اقلیم نعت کا بادشاہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ زندگی ہی میں اپنی بے مثال نعت گوئی کے صلے میں عالمِ بیداری میں زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ غیر جانبدار قلمکار جناب محمد عبد المجید صدیقی (ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور) اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے سوانح نگار علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں (علیہ الرحمۃ) نے جب دوسری مرتبہ

زیارتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے مدینہ طیبہ حاضری دی تو شوقِ دیدار میں مواجہہ شریف میں درود شریف پڑھتے رہے یقین تھا کہ سرکارِ ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرور عزت افزائی فرمائیں گے۔ اور بالمواجہہ شرفِ زیارت حاصل ہوگا، لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو آپ نے ایک نعت (شریف) کہی جس کا مطلع ہے ؎

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں　　　تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

یہ نعت شریف مواجہہ اقدس (علیٰ صاحبہا صلوٰۃً وسلاماً) میں عرض کر کے انتظار میں مؤدب بیٹھے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور اپنے آقا و مولیٰ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً کثیراً کو بیداری کی حالت میں اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور زیارتِ مقدس کی اس خصوصی دولتِ کبریٰ و نعمتِ عظمیٰ سے شرف یاب ہوئے"۔ [19]

مقالہ ختم کرنے سے قبل میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آخر میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی وہ نعت شریف جو نعتِ حضوری ثابت ہوئی، مکمل پیش کر دوں تاکہ عشاقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پڑھ کر اپنے بیقرار قلوب کو تسکین دے سکیں۔

نعتِ حضوری

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

آج کل عیش تو کیے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

ہر چراغِ مزار پر قدسی
کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

اُن کے ایما سے دونوں باگوں پر
خیل و لیل و نہار پھرتے ہیں

جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عَدو گردِ غار پھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

لاکھوں قدسی ہیں کارِ خدمت میں
لاکھوں گردِ مزار پھرتے ہیں

وَردیاں بدلتے ہیں ہرکارے
پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں

رکھیے جیسے ہیں خانہ زاد ہیں ہم
مول کے عیب دار پھرتے ہیں

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

بائیں رستے نہ جا مسافر سُن
مال ہے راہ مار پھرتے ہیں
جاگ سنسان بن ہے رات آئی
گرگ بہرِ شکار پھرتے ہیں
نفس یہ کوئی چال ہے ظالم
جیسے خاصے بجار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پُوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کُتّے ہزار پھرتے ہیں [۲۰]

حواشی و حوالے

(۱) تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں :

(۱) ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نمبر

(۲) انوار رضا (لاہور)

(۳) سالنامہ معارفِ رضا (تمام شمارے)

(۴) مقالات یوم رضا، مرتبہ قاضی عبدالنبی کوکب

(۵) پیغامات یوم رضا، مرتبہ محمد مقبول احمد قادری

(۶) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(۷) جہانِ رضا، مرتبہ محمد مرید احمد چشتی

(۸) خیابانِ رضا، " " " "

(۹) امام احمد رضا اور عالم اسلام، مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
(۱۰) امام احمد رضا اور علمائے سندھ، مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

۲. بدرالدین احمد قادری، مولانا: امام احمد رضا اور ان کے مخالفین مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۳۵۸۔

۳. دیکھئے راقم کا مقالہ، امام احمد رضا علمائے دیوبند کی نظر میں مشمولہ سالنامہ معارف رضا ۱۹۹۱ء ص ۲۴۹ تا ۲۶۶، ماہنامہ القول السدید لاہور شمارہ ستمبر ۱۹۹۱ء ص ۲۵۲ تا ۲۷۵۔

۴. محمد مصطفےٰ رضا خان نوری، مفتی: ملفوظات اعلیٰحضرت مطبوعہ لاہور ص ۱۶۳۔

۵. امام احمد رضا محدّث بریلوی، مجدّد مائۃ حاضرہ: حدائق بخشش مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء ص ۲۲۵۔

۶. ایضاً 〃 〃 〃 〃 ص ۲۲۷

۷. محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: یاد اعلیٰحضرت مطبوعہ لاہور ۱۳۹۰ھ ص ۳۵

۸. محمد مرغوب اختر الحامدی، مولانا: امام نعت گویاں مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء ص ۳۹

۹. بدرالدین احمد قادری، مولانا: امام احمد رضا اور ان کے مخالفین مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۳۵۹۔

۱۰. محمد امانت رسول قادری، مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء ص ۹۳۔

۱۱. محمد مرغوب اختر الحامدی، مولانا: امام نعت گویاں مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء ص ۳۷

۱۲. امام احمد رضا محدّث بریلوی، مجدّد مائۃ حاضرہ: حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء متفرق صفحات۔

۱۳. امام احمد رضا محدّث بریلوی، مجدّد مائۃ حاضرہ: الاستمداد علیٰ اجیال الارتداد مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ ص ۳۴، ۳۶۔

(۱۴) امام احمد رضا محدّث بریلوی مجدد مائتہ حاضرہ : حدائقِ بخشش مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء متفرق صفحات۔

(۱۵) مزید مثالیں دیکھنی ہوں تو مولانا سیّد نور محمّد قادری کا مقالہ ملاحظہ فرمائیں "مولانا احمد رضا بریلوی کے کلام میں محاوروں کا استعمال" مشمولہ ماہنامہ جہانِ رضا ستمبر ۱۹۹۲ء۔

(۱۶) امام احمد رضا محدّث بریلوی، مجدد مائتہ حاضرہ : حدائقِ بخشش مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء متفرق صفحات۔

(۱۷) ایضاً

(۱۸) سلام رضا نعت گوئی کا جھومر ثابت ہوا ہے، بے شمار شعراء نے اس کی زمین اور ردیف میں گلہائے رنگا رنگ کھلائے ہیں، تقریباً بیس کے لگ بھگ شعراء اس کے منتخب اشعار کی تضمین لکھ چکے ہیں۔ اب تک چھ شعراء اس کی مکمل تضمین لکھ چکے ہیں۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ تفصیل کے لیے راقم کا مقالہ "سلام رضا پر طارق رضا کی تضمین ثانی (زیرِ طبع) دیکھئے۔

(۱۹) محمّد عبد المجید صدیقی : زیارتِ نبی بحالتِ بیداری، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء۔

(۲۰) امام احمد رضا محدّث بریلوی، مجدد مائتہ حاضرہ : حدائقِ بخشش مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء ص ۷۵، ۷۶، ۷۷۔

نوٹ : امام نعت گویاں کی نعت گوئی کے بارے میں مختلف جرائد و رسائل میں بہت سے فضلاء کے مضامین چھپ چکے ہیں۔ ان تمام کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے، البتہ کتابی صورت میں مندرجہ ذیل مقالات (مطبوعہ) راقم کے علم میں ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری کے مزید محاسن دیکھنے ہوں تو ان کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

① شمس الحسن شمس بریلوی، علامہ: کلام رضا کا تحقیقی و ادبی جائزہ
مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء۔

② ملک شیر محمد خان اعوان: مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء

③ سید نور محمد قادری، مولانا: اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر
مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء۔

④ شاعر لکھنوی: تاریخ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی کا مقام مطبوعہ لاہور

⑤ مجید اللہ قادری، پروفیسر ڈاکٹر: فقیہہ اسلام بحیثیت عظیم شاعر و ادیب۔
مطبوعہ کراچی ۱۹۹۱ء۔

⑥ محمد عبد النعیم عزیزی، پروفیسر: کلام رضا کے نئے تنقیدی زاویئے،
مطبوعہ بریلی شریف۔

⑦ انجم نظامی، خواجہ: ثنائے مصطفےٰ ابراندازِ احمد رضا مطبوعہ لاہور
بشمول ماہنامہ القول السدید لاہور۔

⑧ صابر حسین شاہ، سید: حدائقِ بخشش، خزینۂ اسرارِ نعت (زیر طبع)

قطعۂ تاریخ

مقالہ بہ عنوان ”اقلیم نعت کا بادشاہ“

از قلم سید صابر حسین شاہ بخاری (برہان اٹک)

”محفلِ خُلدِ بخشش“

۱۹۹۴ء

”فردوسِ ثنائے سرورِ والا“
۱۴۱۵ھ

”نغمہ گرِ جمیل طابہ“
۱۴۱۵ھ

موضوعِ خاص خامۂ صابرؔ حسین کا
سرخیلِ واصفانِ محمدؐ تھا وہ سعید
دل دادۂ حدائقِ بخشش نہیں ہے کون
نغماتِ وجد خیز سے اُس کے چمن چمن
حاصل تھی اُس کو قوتِ عشقِ حبیبِ پاک
سرکوبیٔ عناصرِ باطل میں سخت گیر
ہر قول و فعلِ خسروِ خوباں کا شیفتہ
صابرؔ حسین کا یہ مقالہ ہے منفرد
ہو اور اُس کے فکر و نظر کا اُفق وسیع

احمد رضا کا تذکرۂ آگہی فزا
بے شک وہ بادشاہ تھا اقلیمِ نعت کا
ذوقِ سخن سے ہے جو ذرا سا بھی آشنا
فردوسِ گوش و جنتِ نظارہ ہے فضا
وہ ایک شخص جس نے زمانہ پلٹ دیا
اظہارِ حق میں تیغِ برہنہ، اکل کھرا
احمد رضا، فریفتۂ حُسنِ مصطفیٰ
اِک عاشقِ رسول کا ہے ذکرِ دل کُشا
اُس کے قلم کو اور توانا کرے خدا

تاریخِ طبع اِس کی سر و پائے "یار" سے

۲۱۰
"بے شک وہ بادشاہ تھا اقلیمِ نعت کا

۴ ۸ ۷ ۱ + ۲۱۰ = ۱۹۹۴ء

طارق سلطانپوری

امام اہل سنت لائبریری

برہان شریف، ضلع اٹک صوبہ پنجاب پاکستان

کتاب اور لائبریری کی اہمیت ہر دور میں مسلم رہی ہے اور تمام ترقی یافتہ ممالک اس سلسلے میں ہم سے بہت آگے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہر طالب علم کتاب خرید کر نہیں پڑھ سکتا اس لیے لائبریریوں کے قیام کو ضروری قرار دیا گیا مگر یہ لائبریریاں فقط شہروں ہی تک محدود ہو کر رہ گئیں۔

دیہاتوں اور دور افتادہ علاقوں میں لائبریریوں کے قیام کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی گئی۔ اب دور حاضر میں دور افتادہ علاقوں میں بھی لائبریری کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا جارہا ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر بندہ نے تنگ دستی کی حالت میں دور افتادہ علاقہ برہان شریف (اٹک) میں بیادگار امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ ایک امام اہل سنت لائبریری کے اجراء کا اہتمام کیا ہے۔

کتاب چھوٹی ہو یا بڑی اگر قدردان کے ہاتھ میں ہو تو اس کی اہمیت ہوتی ہے' یہ تبلیغ و اشاعت کا نہایت موثر ذریعہ ہے۔ جہاں مبلغ نہیں پہنچ سکتے وہاں کتاب اپنا اثر دکھاتی ہے۔

جناب عالی! آپ کی خدمت میں دردمندانہ استدعا کی جاتی ہے کہ خدارا اس علمی جہاد میں ہمارا ساتھ دیجئے۔ اس کار خیر میں دامے' درمے' قدمے اور سخنے حصہ لیجئے تاکہ آپ عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں ---- آپ کی جانب سے لائبریری کے نام کسی قسم کا عطیہ بھی وصول ہوا تو جواب رسید سے مطلع کیا جائے گا۔

الداعی الی الخیر

گدائے کوئے مدینہ شریف

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(حضرت حسان بن ثابت انصاری)

(آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔ بلکہ آپ نے جیسا چاہا ویسا ہی آپ کو تخلیق کیا گیا۔)